بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اسلام قبول کرنے کے لئے گواہ بنانا ضروری ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اسلام قبول کرنے کے لئے گواہ ہونا ضروری ہے؟ گواہ کون ہونے چاہئیں؟

جواب

اُصول وقوانین شریعت کی روشنی میں اصل ایمان تصدیق بالقلب یعنی سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے جن کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہے، کسی بھی شخص کے صاحبِ ایمان ہونے کے لیے اتنا کافی ہے۔

جہاں تک لوگوں کے سامنے اقرار کرنے یا کسی کو اس پر گواہ بنانے کا معاملہ ہے، تو جمہور علمائے متکلمین کے نزدیک اقرار باللسان اصلِ ایمان کے لیے شرط نہیں، یعنی لوگوں کے سامنے اس کا اقرار واظہار اور انہیں اس پر گواہ بنانا قبولِ اسلام اور اصلِ ایمان کے لیے شرط وضروری نہیں، البتہ دنیا میں اِجرائے احکام کے لیے اقرار کرنا شرط ہے، تاکہ اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس پر اسلامی احکام جاری ہوسکیں، یعنی لوگ اس کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز ادا کرسکیں، فوت ہوجائے، تو اس کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی، اس کا کفن، دفن اسلامی طریقۂ کار کے مطابق کرسکیں اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا سکیں، وغیرہ۔

اب یہ **تفصیل** کہ کتنے افراد کے سامنے اقرار واظہار کرنا ضروری ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہ کہ دنیا میں اجرائے احکام کے لیے امام المسلمین یا کسی ایک مسلمان کے سامنے اعلان واظہار کافی ہوگا، بلکہ تصدیق بالقلب کے بعد شرعی احکام پر عمل کرنا ہی اس اعلان و اظہار کے قائم ہوجائے گا، جبکہ کوئی بھی خلافِ اسلام کام ظاہر نہ ہو، اسی بنا پر فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اکیلے میں کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور کسی کے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا، تو وہ عند اللہ مومن ہی ہے اور قیامت میں نجات پائے گا، لیکن چونکہ لوگوں کے سامنے اس نے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا، تو انہیں اس کے قبولِ اسلام کا علم ہی نہیں، تو دنیاوی احکام میں اس کو کافر سمجھا جائے گا اور جنازہ وغیرہ ادا نہیں کیا جائے گا، یہ حکم بھی تب ہے، جبکہ اقرار کی نوبت نہ آئی ہو، یا اس سے اقرار کا مطالبہ نہ کیا گیا، لیکن اگر کوئی مطالبۂ اقرار کے باوجود، اقرار نہ کرے، تو وہ مسلمان نہیں ہوگا۔

ہاں! شرعاً یہ عمل مستحسن اور بہت اچھا ہے کہ زبان سے اقرار کرنے کے بعد نیک لوگوں کو بھی اپنے ایمان کا گواہ بنالے، جیساکہ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواریوں کا عمل منقول ہے کہ انہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد حضرت عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے ایمان کا گواہ بنایا تھا، اسی وجہ سے علما فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے رہنا چاہیے۔

خلاصہ کلام: اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے گواہوں کا ہونا قطعاً لازم و ضروری نہیں، بلکہ اگر کسی شخص نے اکیلے میں کلمۂ شہادت پڑھ لیا، تو اس کے مسلمان ہونے کے لیے اتنا کافی ہے اور اب وہ احکامِ شرعیہ پر عمل کر سکتا ہے، جبکہ ضروریاتِ دین کا انکار یا کوئی بھی خلافِ اسلام کام ظاہر نہ ہو۔

ایمان تصدیق بالقلب کا نام ہے، چنانچہ ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 685ھ) لکھتے ہیں:

"واما فی الشرع فالتصدیق بما علم بالضرورۃ انہ من دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کالتوحید والنبوۃ والبعث والجزاء"

ترجمہ: اور بہر حال شرعی لحاظ سے ایمان سے مراد، ان باتوں کی تصدیق کرنا ہے جن کا دینِ محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہونا ضروری طور پر معلوم ہو، جیسا کہ توحید، نبوت، قیامت میں اٹھنا، اور جزا (یعنی ثواب و عقاب)۔ (تفسیر البیضاوی، صفحہ 132، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایمان تصدیق قلبی کا نام اور اقرار اجرائے احکام کے لیے شرط ہے، چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 791ھ/1388ء) کی شرح العقائد النسفیۃ میں ہے:

"(الایمان في الشرع: ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ تعالی) أي: تصدیق النبي علیہ السلام بالقلب في جمیع ما علم بالضرورۃ (مجیئہ بہ من عند اللہ تعالی إجمالا) وأنہ کاف في الخروج عن عھدۃ الایمان۔۔۔ (والاقرار بہ) أي: باللسان۔۔۔ وذھب جمھور المحقّقین إلی أنہ التصدیق بالقلب، وإنما الاقرار شرط (لاجراء الأحکام في الدنیا)، لِمَا أنّ تصدیق القلب أمر باطن لا بدّ لہ من علامۃ، فمن صدّق بقلبہ ولم یقرّ بلسانہ فھو مؤمن عند اللہ، وإن لم یکن مؤمناً في أحکام الدنیا"

ترجمہ: شرع میں ایمان سے مراد اس کی تصدیق کرنا ہے جو رسول اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ کے پاس سے لائے یعنی نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ان تمام باتوں کی دل سے اجمالاً تصدیق کرنا جن کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنا ضروری طور پر معلوم ہو، اصلِ ایمان کے لیے یہی کافی ہے، جمہور محققین یہی فرماتے ہیں کہ ایمان تصدیق بالقلب ہی ہے اور زبان سے اس کا اقرار، تو یہ فقط دنیاوی احکام کے اجراء کے لیے شرط ہے، کیونکہ تصدیق باطنی معاملہ ہے، تو اس کی کوئی ظاہری نشانی بھی ہونی چاہیے۔ پس جو دل سے تصدیق کرلے، لیکن زبان سے اقرار نہ کرے، تو وہ اللہ کے ہاں مومن ہی ہے، اگرچہ دنیاوی احکام میں مومن نہیں۔ (شرح العقائد النسفیۃ، ملخصاً، صفحہ 276، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اقرار باللسان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام کمال الدین محمد بن ابی شریف رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 906ھ/1501ء) "**الفرائد فی حل شرح العقائد**" میں لکھتے ہیں:

"قولہ: (وإنما الاقرار شرط لاجراء الأحکام في الدنیا) أي کالصلاۃ علیہ وخلفہ، والدفن في مقابر المسلمین والمطالبۃ بالزکاۃ، ونحو ذلک، قال في شرح المقاصد: ولا یخفی أن الاقرار لھذا الغرض لا بد أن یکون علی وجہ الإعلان والاظھار علی الامام وغیرہ من أھل الاسلام بخلاف ما کان لاتمام الایمان، فإنہ یکفي مجرد التکلم بہ، وإن لم یظھر علی غیرہ"

ترجمہ: اور اقرار صرف دنیا میں احکام اسلام، جیسے اس پر نماز جنازہ پڑھنا، یا اس کے پیچھے نماز ادا کرنا، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، زکوۃ کا مطالبہ اور دیگر احکام جاری کرنے کے لیے شرط ہے، شرح مقاصد میں فرمایا: اور مخفی نہیں کہ **اس غرض کے لیے اقرار اعلانیہ اور امام المسلمین یا کسی مسلمان کے سامنے ہونا ضروری ہے**، بخلاف وہ جو اتمامِ ایمان کے لیے ضروری ہے، تو اس کا فقط زبان سے ادا کر دینا ہی کافی ہے، اگرچہ کسی دوسرے کے سامنے اظہار نہ کرے۔ (الفرائد فی حل شرح العقائد، مبحث الایمان، صفحہ 418، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اور علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) "منح الروض الازھر فی شرح فقہ الأکبر" میں "شرح المقاصد" کے حوالے سے یہی کلام نقل کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں:

"والظاهر أن التزام الشرعيات يقوم مقام ذلك الاعلان كما لا يخفى على الأعيان"

ترجمہ: اور ظاہر یہ ہے کہ **شرعی احکام کا التزام کر لینا اس اعلان کے قائم مقام ہو جائے گا**، جیسا کہ اہل علم حضرات پر مخفی نہیں۔ (شرح فقہ الاکبر، صفحہ 156، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اجرائے احکام کے لیے کسی ایک شخص سامنے اقرار کر لینا کافی ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ شرعیہ بھی ہے کہ فقہاء کرام فرماتے ہیں: جب کسی شخص کا کافر ہونا معروف ہو، لیکن کوئی ایک مسلمان اس کے مسلمان ہو جانے کی خبر دے دے، تو اسے مسلمان ہی تصور کیا جائے گا، چنانچہ علامہ ابو المعالی بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں:

"قال ابن سماعة عن محمد رحمه الله: في رجل مات وترك ابنين، أحدهما مسلم والآخر نصراني، فقال المسلم منهما: أسلم أبي قبل موته۔۔۔ يصلي على الميت بإخبار الابن المسلم أنه أسلم لأنه أخبر بخبر ديني وهو وجوب الصلاة عليه، وخبر المسلم الواحد في أمور الدين مقبول"

ترجمہ: ابن سماعہ نے امام محمد علیہ الرحمۃ سے روایت کیا: ایک شخص دو بیٹے چھوڑ کر مرا ایک مسلمان اور دوسرا عیسائی۔ مسلمان نے کہا کہ میرے باپ نے مرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مسلمان بیٹے کی خبر پر اس میت کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لیے کہ اس نے ایک دینی کام کی خبر دی اور وہ اس پر نماز کا واجب ہونا ہے اور اُمورِ دین میں ایک مسلمان کی خبر مقبول ہے۔ (المحیط البرھانی، کتاب الشھادات، جلد 8، صفحہ 412، دار الکتب العلمیۃ)

صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا، مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے، تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔" (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 658، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مطالبہ اقرار پر انکار کیا، تو ایمان قبول نہ ہونے کے متعلق اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "شرح مقاصد" و "شرح تحریر" پھر "ردالمحتار" حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

المصر علی عدم الاقرار مع المطالبۃ بہ کافر وفاقا لکون ذلک من امارات عدم التصدیق

یعنی جس سے اقرارِ اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے، وہ بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔ (رد المحتار، 283/3، ط: داراحیاء التراث العربی)۔۔۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، (اس کے متعلق) علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کر کے فرماتے ہیں۔

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منہ فان ابی بعد ذلک فکافر اجماعا

یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب بھی باز رہے، جب تو بالاجماع کافر ہے۔" (فتاوی رضویہ، ملخصاً، جلد 29، صفحہ 701، 702، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: اصل ایمان صِرف تصدیق کا نام ہے اعمالِ بدن تو اصلاً جُزوِ ایمان نہیں۔ رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کے اظہار کا موقع نہ ملا، تو عِندَ اللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا (مَثَلاً پوچھا گیا، کیا آپ مسلمان ہیں؟) اور اقرار نہ کیا، تو کافِر ہے اور اگر مُطالبہ نہ کیا گیا تو (چُونکہ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ یہ مسلمان ہوچکا ہے لہٰذا) اَحکامِ دنیا میں کافِر سمجھا جائے گا، نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرِستان میں دفن کریں گے مگر عند اللہ مومن ہے اگر کوئی اَمر خِلافِ اسلام ظاہِر نہ کیا ہو۔ (بھارِ شریعت، جلد 1، حصہ 1، صفحہ 93، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اپنے ایمان پر گواہ بنانا مستحسن اور بہتر ہے، چنانچہ رب تبارک و تعالیٰ عیسی علیہ السلام کے حواریوں کا قول بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) سے کفر پایا تو فرمایا: اللہ کی طرف ہو کر کون میرا مددگار ہوتا ہے؟ مخلص ساتھیوں نے کہا: "ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ اس پر گواہ ہوجائیں کہ ہم یقیناً مسلمان ہیں۔ (القرآن، پارہ 3، سورۃ آل عمران، الآیۃ: 52)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: "ہم کو چاہیئے کہ ہم حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مقبولان بارگاہ الٰہی کو اپنے ایمان کا گواہ مانیں۔ زائرین مدینہ سلام الوداع میں الوداعیہ کلمات کے ساتھ یہ بھی عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضور گواہ رہیں کہ میں آپ کا امتی ہوں، پڑھتا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کلمات کی اصل یہ آیت کریمہ ہے۔ **دیکھو حواریوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے اسلام کے گواہ بن جائیں۔**" (تفسیر نعیمی، جلد 3، صفحہ 474، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں ہے: **سوال:** کیا کافِر کیلئے یہ ضَروری ہے کہ کسی نہ کسی مسلمان کے ہاتھ پر توبہ کر کے مسلمان ہو؟ **جواب:** ایمان لانے کیلئے کسی مسلمان کے ہاتھ ہی پر توبہ کرنا شَرط نہیں۔ البتہ اپنے اسلام کا اظہار کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ 558، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Fsd-9646

تاریخ اجراء: 05 جمادی الاخریٰ 1447ھ/27 نومبر 2025ء